دیوانہ ہو گیا ہے، آوارہ کُو بکُو ہے
شوریدہ سر، جنوں کی تصویر ہُو بہُو ہے

کرتا ہے روز مسلّم باتیں نئی نویلی (۶)

کون سے دشتِ ندا میں عمر بھر
بھٹکا رہا
قیس بھی، صد حیف! تھا بے بہرہ ذوقِ
جمیل (۷)

حضرت یوسف کے حقیقی واقعے کی طرف تلمیح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کون ہے بولی دینے والا، کون ہے جو
دل والا ہے
ہم بھی یوسف بن کر مسلّم اب بازار میں
آتے ہیں (۸)

من کے رنگ اور ڈھنگ انوکھے من کے بھید
نہ کھول
بیری بھائی بیچیں مسلّم، یوسف کو بِن مول (۹)

درج بالا دونوں اشعار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف ان کے بھائیوں کی سازش اور بازارِ مصر میں ان کے بکنے کے واقعے کی تلمیح ہے۔

درج ذیل شعر میں ایک شخصیت کی تلمیح سے کام لیا گیا ہے۔ حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ ان کا بڑا مقام ہے۔ یہ مقام حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کو نعت گوئی کی برکت سے حاصل ہے۔ ع س مسلّم بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے نعت گو ہیں۔ اس لئے اُنہیں بڑی اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلّم کے گناہوں کو اس نعت گوئی کے تصدق سے معاف کرے گا۔ کہتے ہیں
:

عطا ہو مُسلّم خستہ کو بھی دامانِ

غُفراں

بمقدارِ ثوابِ جذبہٴ اشعارِ

حسّاں (۰۱)

حضرت بلال مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تلمیح اس طرح آئی:

پھر لب سے صدا اُٹھے بہ اندازِ

بلالی

ہر سانس کو آوازہٴ تکبیر کریں ہم (۱۱)

ع س مسلم آدم وحوا کی خوبصورت تلمیح کو اس طرح شعر میں لے آئے ہیں:

ہوئی زینتِ پہلوئے

کوہ سار

کہ آدم نے حوا سے پایا

قرار (۲۱)

رستم کے حوالے سے یہ تلمیح آئی ہے:

حق پرستوں کو ہے میری بات، جیسے

بُوئے گُل

خبثِ باطن ہو تو مثلِ گُرزِ رستم اُس کی

زد (۳۱)

ممکن ہے کہ یہ قصہ، واقعہ یا شخصیت محض انسانی اختراع اور خود ساختہ ہو جیسے ع س مسلم کے درج ذیل شعر میں ہے:

ہو آزادی میں گر آزادیٴ فکر و عمل عنقا

تو بہتر ہے لبِ دریا ہی تڑپے جال میں

ماہی (۴۱)

عنقا ایک فرضی پرندہ ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں۔ ایک عربی مقولہ کا مفہوم ہے کہ عنقا اور سچا دوست ناممکنات میں سے ہیں۔ جبکہ

تضمین بالمعنیٰ یا اشارے میں کوئی قصہ یا واقعہ نہیں ہوتا۔ وہ ایک معنیٰ اور مفہوم ہوتا ہے۔

تلمیح میں جس قصے یا واقعے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے وہ بذاتِ خود شاعر کا مقصود و مطلوب نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تو محض ایک وسیلہ ہے جس کے ذریعے شاعر اپنی بات کو مزید واضح کرتا ہے۔ دونوں کے درمیاں [تلمیح اور شعر کے مطلب میں] ایک قدرِ مشترک ضرور ہوتا ہے۔

فرہاد کا ہو تیشہ تو سنگ بھی ہے
پانی
پل پل کی موت ہے ، بے ہمت کو
زندگانی (۵۱)

یہاں شاعر محنت اور جدو جہد پر زور دینا چاہتے ہیں۔ محنت کی وجہ سے ناممکن، ممکن ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ فرہاد جیسی عزم و ہمت ہو

دل پاک ہو تو عرشِ تجلی ہے شجر
بھی
حاصل یدِ بیضا بھی، گریباں میں سحر
بھی (۶۱)

شاعر کہتے ہیں کہ اگر دل پاک ہو تو بعید نہیں کہ یہی دل اسی طرح عرشِ تجلی بنے جس طرح کوہِ طور عرشِ تجلی بنا تھا۔ اور یدِ بیضا کا اعجاز اس طرح ہو جائے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ یہاں شاعر کا اصل مقصد دل کا پاک ہونا ہے۔ اس لئے وہ اس پر زور دیتے ہیں نہ کہ کوہِ طور یا یدِ بیضا پر۔

دیکھ کر کعبے کی عظمت آ گیا مجھ کو یقیں
ہے ابابیلوں سے ہلکا لشکرِ اصحابِ فیل (۷۱)

یہاں شاعر کعبے کی عظمت کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی ظالم ہو۔ وہ حقیقت میں کمزور ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی طرح باطل ہوتا ہے جس طرح اصحابِ فیل باطل تھے۔ اور عین ممکن ہے کہ اس کی شکست کمزور سے کمزور شخص کے ہاتھوں ہو جائے جس طرح اصحابِ فیل کی شکست چھوٹے چھوٹے پرندوں، یعنی ابابیلوں کے ہاتھوں ہوگئی۔

جبکہ تضمین بالمعنیٰ یا اشارے میں آیت، حدیث، اور ضرب المثل کے مفہوم کو شعر میں استعمال کیا جاتا ہے جو بذاتِ خود شاعر کا ہو بہو مقصود و مطلوب ہوتا ہے۔ اور شاعر اُسے مستعار لیتا ہے۔ لہٰذا شعر میں اس کا ذکر صراحتاً کرتا ہے۔ اس کی مثال ع س مسلم کے درج ذیل اشعار میں ہے:

سلام اُن پر کہ جو ہیں صاحبِ اعلیٰ
المراتب
اطاعت جن کی ٹھہری ہے خدا کے ساتھ
واجب (۸۱)

یہاں آیتِ قرآنی [قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ :آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی] (۹۱) کی طرف اشارہ ہے۔

سلام اُن پر کہ جو اُوجِ مدارج میں
ہیں سابق
ہے جن کا ہر عمل وحیِ الٰہی کے مطابق (۰۲)

کلامِ محمدؐ خدا کا کلام
محمدؐ پہ لاکھوں درود اور
سلام (۲)

ان دونوں اشعار میں قرآنِ پاک کی اس آیت کا مفہوم اور اس کی طرف اشارہ ہے: [وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى :اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے، نہیں ہے یہ مگر وحی، جو اُن کی طرف کی جاتی ہے۔] (۲۲)

ترا حکم ہے میں دعا تجھ سے مانگوں تجھی سے ہے میری دعا رب عالی
قبولِ دعا کا کیا تو نے وعدہ ہے وعدہ ترا با وفا رب عالی (۲۳)

یہاں قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ اور اس کا مفہوم درج ہے [وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ : اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا]۔ (۲۴)

تری سمت آخر میں

ہے لوٹنا
نہیں تیری تقدیر سے کچھ
فرار (۵۲)

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان[إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّـآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ :ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں](۶۲) کا مفہوم لایا گیا ہے۔

ہے وحی الٰہی محمد کی بات خدا کا ہے، جو ہے محمد کا ہات (۲۷)

یہاں اللہ تعالیٰ کے قول[وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى :اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشتِ خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی](۸۲) کا مفہوم شامل ہے۔

تلمیح میں قصے یا واقعے کی طرف ایسے لفظ یا الفاظ سے اشارہ کیا جاتا ہے جن کے ذِکر سے سارا واقعہ آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے ۔جیسے کنعانِ مصر، زلیخا، یوسف، کوہِ طور، کوہِ سیناوغیرہ۔ جبکہ تضمین بالمعنیٰ میں ایسے لفظ یا الفاظ کے ساتھ اشارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ حقیقت میں یہ تصریح ہوتی ہے تلمیح نہیں۔ کیونکہ شاعر اس تصریح کے استعمال سے اپنا پورا معنیٰ و مفہوم واضح کرنا چاہتا ہے۔

بہر حال شعر میں موجود تلمیح کے قصے کی گہرائی تک پہنچے بغیر شاعر کے مطلب کی توضیح و توجیہ ممکن ہی نہیں۔ تلمیحات میں تاریخی اور فرضی واقعات بھی ہوتے ہیں۔ اور ادبی اور مذہبی قصے بھی۔

۳-۴: ع س مسلم کی شاعری

ع س مسلم برصغیر پاک و ہند کا وہ مشترک ادبی سرمایہ ہیں کہ جو سرحدی تقسیم سے ماورا ہے۔ اُنہوں نے اردو نظم و نثر اور صحافت کو اتنا قیمتی اور وسیع سرمایہ عطا کیا کہ اس کی مثال تاریخ ادبِ اردو میں کم ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلم صرف شاعری ہی میں اپنا مقام نہیں رکھتے۔ بلکہ نثر اور صحافت میں بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔ اپنے بارے میں کہتے ہیں:

- مَیں کہ شاعر ہوں، سخنور ہوں، سخن گستر بھی ہوں
  صاحبِ تقریر ہوں، اہلِ قلم ہوں، نور دیدہ ور بھی ہوں
- لوگ کہتے ہیں کہ بے شک خسروِ حسنِ بیاں ہوں مَیں
  حرف کا، الفاظ کا، اظہار کا بحرِ رواں ہوں مَیں

- صف بہ صف ہیں دست بستہ سامنے لفظ و بیاں
موتیوں کے مثل مَیں جڑ دوں، جسے چاہوں جہاں

اُن کے موضوعات میں حیرت انگیز تنوع ہے۔ اپنی شاعری میں صرف فنی موشگافیوں کا استعمال ہی نہیں کرتے، بلکہ اسے باطنی بصیرت کے فروغ اور اخلاقی و روحانی بلندیوں کا ذریعہ بناتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی شاعری اپنے پڑھنے والوں کے لئے فکر و تدبر اور مسرت و بصیرت کا سامان مہیا کرتی ہے۔

مسلم اپنی شاعری کے توسط سے ایک ایسے فنکار کے روپ میں ہمارے سامنے آتے ہیں کہ جن کے لئے یہ بات تعلّی و خودستائی سے کہیں زیادہ اظہارِ حقیقت بن جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی شاعری موضوعات و مضامین کے اعتبار سے ناصحانہ اور فکر انگیز، اسلوب کے لحاظ سے نہایت ادیبانہ ہے۔ ان میں الفاظ کے استعمال کی الہامانہ کیفیت ہے۔ ان کی شاعری میں فکری و فنی اور لسانیاتی و صوتیاتی خوبیاں موجود ہیں۔

مسلم اپنے شعر و ادب میں جگہ جگہ قرآن مجید، حدیث اور دیگر کتب کے حوالوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کو اردو کے علاوہ عربی زبان، فارسی، ہندی اور پنجابی پر بھی دسترس حاصل ہے۔ اور یقیناً انہوں نے ان زبانوں کے مشاہیر شعراء و ادباء کا بڑی دقتِ نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ عربی، فارسی، ہندی اور پنجابی الفاظ کو بڑی مہارت اور بے ساختگی سے اشعار میں استعمال کرتے چلے جاتے ہیں۔

ع س مسلم نے مختلف شعری و نثری اصناف میں طبع آزمائی کی۔ اور اپنے لئے نمایاں مقام پیدا کیا۔ نعتیہ شاعری ان کا خاص میدان ہے۔ جہاں اردو ادب میں ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔ آپ کی تمام تصنیفات پر یا شاعری کے تمام پہلوؤں اور تمام اصناف پر اتنے تھوڑے سے وقت میں بات کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ میں صرف ان کی شاعری میں موجود تلمیحات پر بات کروں گی۔

مسلم صاحب نے اپنی شاعری میں بے شمار تلمیحات استعمال کیں۔ اور اُن میں کامیاب رہے۔ ان کی شاعری میں دینی تلمیحات غالب ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے زیادہ تر حمد و نعت پر شاعری کی:

یہ شیشہ ہے آلودہءِ آلائشِ اَوہام
تم نورِ تجلی سے جِلا کیوں نہیں دیتے

انوارِ تجلی کی کوئی حد نہیں، لیکن
کچھ وسعتِ دل میری بڑھا کیوں نہیں
دیتے (۹۲)

ان اشعار میں انہوں نے دل کو شیشہ سے تشبیہ دیتے ہوئے دل کو اَدہام کی آلائش سے پاک کرنے کے لئے انوارِ تجلی کو تلمیح کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنے معانی کو تقویت دی۔

مسلم نے حمد ونعت کی نسبت غزلیں بہت کم لکھیں۔ مگر انہوں نے غزلوں میں تاریخی اور ادبی تلمیحات کا بھی بڑی کامیابی سے استعمال کیا۔ حمد ونعت میں اگرچہ اُنہوں نے دینی اور قرآنی اشاروں کا استعمال بے دریغ کیا۔ اور تلمیحات کا استعمال نسبتاً کم کیا۔ اس کے باوجود ان کی حمد ونعت میں ایسی تلمیحات ملتی ہیں جو ان کی مہارتِ تامہ پر دلالت کرتی ہیں۔ کہتے ہیں:

کون ہے بولی دینے والا، کون ہے جو دل والا ہے
ہم بھی یوسف بن کر مسلم اب بازار میں آتے ہیں (۰۳)

یہاں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو بازار میں بیچنے کے لئے لے جایا گیا، تلمیح کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ تاریخی تلمیح کا استعمال کرتے ہوئے جنگِ بدر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دے غیب سے تُو غازیءِ افغان کو نُصرت
تُو بدر کا ناصر، ہے تُو ہی دافعِ خطرات (۱۳)

ایران عراق جنگ کو بطورِ تلمیح اس طرح استعمال کرتے ہیں:

دے فارس و بغداد کو وہ نُورِ ہدایت
ہٹ جائے دل وچشم سے ہر پردہءِ ظلمات (۲۳)

غزل کا انحصار زیادہ تر ایجاز واختصار پر ہوتا ہے۔ تلمیح اچھی غزلیہ شاعری کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے:

دل پاک ہو تو عرشِ تجلی ہے شجر

بھی

حاصل یدِ بیضا بھی، گریباں میں سحر

بھی(۴۳)

یہاں کس خوبصورتی سے تجلی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضا، ان کا گریباں، غرضیکہ یہ تمام قصہ دو مصرعوں میں سمو دیا گیا ہے۔ یہی ایجاز و اختصار مسلم کے اشعار کی نمایاں خوبی ہے۔ اور تلمیحات کا مناسب ترین استعمال ان کی شاعری کو منفرد بنا دیتا ہے۔ ان کی شاعری کے دس مجموعے ہیں جن میں تین مجموعے غزل اور نظم پر مشتمل ہیں۔ اور سات مجموعے حمد و نعت پر ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں فطرت، حب الوطنی، موت و حیات، حکمت، زندگی میں پیش آنے والے حقیقی واقعات و حادثات کی صحیح ترین مرقع کشی، مسلمانوں کی حالت زار اور ان کو متنبہ کرنا، عمل کی طرف رغبت دلانا، اور حمد و نعت میں رسولِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا اظہار، اسلام کے حوالے سے حالات و واقعات کو منظوم کر کے پیش کرنا۔ ان کی شاعری اشاراتِ قرآنیہ، تلمیحات اور رمز و کنایہ سے بھری پڑی ہے۔

۴-۴: تلمیح کی قسمیں

اس طرح ہم تلمیح کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱- دینی تلمیحات ۲ - تاریخی تلمیحات ۳-ادبی تلمیحات

۱- دینی تلمیحات:

دینی تلمیحات میں شاعر ایسے واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کا تعلقِ دینیات سے ہو۔ اس میں قصص الانبیاء علیہم السلام کے کسی واقعہ یا قصہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اس حوالے سے طوفانِ نوح علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے مصر میں بکنے اور امرأۃ العزیز کا انہیں بہکانے کی کوشش اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جبل الطّور پر چڑھنا اور اللہ تعالیٰ کا اسی پہاڑ پر تجلی ہونا، حضرت لقمان کی حکمت اور ذوالقرنین کی فتوحات وغیرہ تلمیحات میں زیادہ کام آتے ہیں۔ حضرت لقمان اور ذوالقرنین کے حوالے سے مسلم نے درج ذیل تلمیح استعمال کی:

جمالِ علم و حکمت ہیں، جلالِ سطوتِ

دیں

گدائے لطف ہیں لقماں و ذُوالقرنین جن

کے (۴۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کو ایک خوبصورت تلمیح میں اس طرح اکٹھا کیا:

اگر ہے آرزومندِ یدِ بیضا تو راحت کیا
شعیبِ مہرباں کو ڈھونڈ، کر بھیڑوں کی
چرواہی (۵۳)

اسی مفہوم کی یہ تلمیح بھی آئی:

نگاہوں میں ہے شعلہء طور
پنہاں
بنے کیوں نہ ہر ذرہء خاک موسیٰ (۶۳)

کلیمِ سینا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے یہ تلمیح آئی:

اگر ہے چلمن میں بھی یہ صورت نقاب اُٹھے تو کیا
سماں ہو
سمجھ میں آئی کلیمِ سینا کا کیوں یہاں پر گزر نہیں ہے (۷۳)

حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے یہ تلمیح استعمال ہوئی:

سفینہ ہے مغلوبِ
موجِ بلا
لگا پار اے نوح کے کرد
گار (۸۳)

خیر و شر کے مابین مسلسل کشمکش کے لئے قابیل و ہابیل کی تلمیح اس طرح آئی:

ہمیشہ سے ہابیل کو خونِ قابیل کی تشنگی
ہے
ہمیشہ سے اولادِ آدم اسی طرح جنگ آزما
ہے (۹۳)

اسی معنی میں یہ تلمیح بھی آئی:

مجھے دور لے چل

جہاں پھر نہ تاریخ ہابیل وقابیل دہرائی جائے (۴۰)

غزوات نبوی میں سے کسی غزوہ مبارکہ کو تلمیحات کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

سلام اُن پر تھا جن سے کفر بھی لرزاں
وخائف
کمک کو جن کی اُترے تھے فرشتوں کے
طوائف (۴۱)

یہاں تلمیح ہے غزوہ بدر کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کی مدد کے لئے فرشتے نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ'' فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ - اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ أَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ آلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ط بَلٰىٓ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ :اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے۔ پس ڈرتے رہا کرو اللہ سے تا کہ تم (اس بروقت امداد کا) شکر ادا کر سکو (عجب سہانی گھڑی) جب آپ فرما رہے تھے مومنوں سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اُتارے گئے ہیں۔ ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور (اگر) آ دھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت، تو مدد کرے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں] (۴۲)

اسراء و معراج جیسے سیرتِ نبوی کے کسی واقعے کی طرف اشارہ کر کے اس سے تلمیح کا کام لیا جاتا ہے۔ مسلم کہتے ہیں:

ترے در پہ آؤں تو اس شان
سے
سُوئے عرش جیسے خرامِ براق (۴۳)

یہاں تلمیح ہے خرامِ براق سے کہ اس سے مسلمان کے مسلمان ہونے پر فخر کا مزید اظہار ہے۔ خرامِ براق سے قاری کا ذہن صرف اور صرف معراج نبوی ہی کی طرف جاتا ہے۔ معراج ہی کے حوالے سے مسلم کہتے ہیں:

سلام اُن پر بُراقِ برق پا ہے جن کا
مرکب
نشانِ گردِ پا ہیں کہکشاں کے سارے
کوکب (۴۴)

براق کے حوالے سے یہ تلمیح آئی:

سلام اُن پر ہیں جن کے قدسیاں
حلقہ بگوش
براقِ زیرِ پا کی بجلیاں حلقہ بگوش (۵۴)

یہی تلمیح دوسرے شعر میں اس طرح آئی:

براقِ تیز سے برقِ رواں ہے
مستفیض
نقوشِ پا سے نورِ کہکشاں ہے مستفیض (۶۴)

سلام اُن پر کہ جن کا ہے وہ اعزازِ
تقرُّب
جہاں جلتے ہیں جبرائیل کے پر بھی،
تعجُّب (۷۴)

یہاں واقعہء معراج کے اس حصے کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں حضرت محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت جبریل علیہ السلام کی معیت میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب پہنچے۔ جب مزید آگے جانے لگے تو جبریل علیہ السلام رک گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے مخاطب کر کے کہا: [لو تقدمت لاخترقت، ولو تقدمتُ لاحترقتُ: مزید اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم آگے جائے تو پار کر سکیں گے۔ جبکہ اگر میں آگے جانے کی کوشش کروں تو جل جاؤں گا]۔ یہی تلمیح ایک اور شعر میں اس طرح آئی:

سلام اُن پر، کہیں کیا، ہے کہاں تک
دسترس

جہاں جبریل بھی عاجز ہے واں تک
دسترس (۸۴)

ذیل کے شعر میں مسلم نے سیرت نبوی کے اس واقعے کی طرف اشارہ کیا جس میں منبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں رو یا تھا۔ کہتے ہیں:

سلام اُن پر کہ جن کے ہجر میں رو یا تھا
منبر
کہ پھر ہوں گا قدم بوسِ محمدؐ میں تو
کیونکر (۹۴)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی تلمیح درج ذیل اشعار میں دیکھی جاسکتی ہے:

سلام اُن پر، تھا رُوئے کفر جن کے
سامنے فق
قمر جن کے فقط ادنیٰ اشارے سے ہوا
شق (۰۵)

سلام اُن پر نظر سے جن کی شق ہے
ماہتاب
اُنہیں کے ہے رخِ روشن کا پرتو
آفتاب (۱۵)

سلام اُن پر کہ جن کا معجزہ شقُّ القمر
ہے
وہ عبدِ خاص جن کا مرتبہ خیرالبشرؐ ہے (۲۵)

جنت کو بطور تلمیح استعمال کرتے ہوئے ع س مسلم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خالص محبت پر اس طرح زور دیا ہے:

حُبِّ نبی میں خاتمہ بالخیر ہو

میرا
دل کو ہوس نہیں کوئی حور وقصور
کی(۳۵)

حضرت یوسف علیہ السلام بچپن میں بھائیوں کی سازش کا شکار ہو گئے تھے۔نتیجتاً وہ بازارِ مصر میں بیچے گئے۔اس تاریخی واقعے کو بطورِ تلمیح ع س مسلم نے یوں استعمال کیا:

من کے رنگ اور ڈھنگ انوکھے من کے بھید
نہ کھول
بیری بھائی بیچیں مسلم، یوسف کو بِن مول(۴۵)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یوسف علیہ السلام دونوں کو ایک خوبصورت تلمیح میں اکٹھا کر کے مسلم کہتے ہیں:

اندھیرے چھٹ گئے آئے ہیں موسم
چاندنی کے
کیا بدرِ عرب نے ماند حسنِ ماہِ کنعاں(۵۵)

ذیل کے شعر میں طورِ سینا کی تلمیح استعمال کر کے مسلم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا ایک پہلو نمایاں کیا۔کہتے ہیں:

سلام اُن پر جو سینائے یقیں، فارانِ
حق ہیں
جہادِ زندگی میں سر بسر قرآنِ حق ہیں(۶۵)

طور کے حوالے سے یہ خوبصورت تلمیح آئی:

سلام اُن پر ہے جن کی خاکِ پا صد
رشکِ طور
وہی ہیں قاسمِ فردوسِ انہار وقصور(۷۵)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی درج ذیل تلمیح آئی ہے:

یوں تو مرکب تھی سلیماں

کی، ہوا

ہے شرف معراج سا کس کا

سفر(۸۵)

یہی تلمیح ایک اور شعر میں اس طرح آئی:

سلام اُن پر جو ہیں نظمِ جہاں کے

سربراہ

ہوا تختِ سلیماں سے ہے جن کی

پائیگاہ(۹۵)

سامری، مسیحِ ناصری اور قیسِ عامری ایک خوبصورت تلمیح میں اس طرح اکٹھے ہو کے آئے:

وہ خد و خالِ ساحری ہمہ فسونِ سامری

دمِ مسیحِ ناصری سوالِ قیسِ عامری (۶۰)

سامری کی الگ تلمیح اس طرح آئی:

ہنر کارِ فطرت کی شیشہ گری

یہ ندی ہے یا جادوئے

سامری(۱۶)

۲۔تاریخی تلمیحات:

تاریخی تلمیحات میں کسی ایسے قصے یا واقعے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو ماضی میں ہوا ہو۔ اور تاریخ کی کتب میں موجود ہو۔ مسلم کہتے ہیں:

دیا ہے اُمیوں کو قیصر و کسریٰ کا تاج

بدل دی فتح و نصرت سے شکست

زندگی(۲۶)

اس شعر میں [اُمی] سے مراد ہے عرب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ : وہی تو ہے جس نے اُمیوں کی طرف اُنہیں میں سے ایک پیمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے]۔ (۳۶) عرب اسلام سے پہلے کوئی مضبوط قوم نہیں تھے۔ ان میں بت پرستی اور جہالت عروج پر تھی۔ نہ کوئی سلطنت نہ کوئی حکومت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی زندگی بدل دی۔ یہاں تک کہ ان ہی اُمیوں کو ملک فارس اور ملک روم پر غلبہ حاصل ہوا۔ اُن کی زندگی کی شکست فتح ونصرت میں تبدیل ہوگئی۔ شاعر نے [اُمی] اور قیصر وکسریٰ کے الفاظ کی مدد سے اس تاریخی دور کی طرف اشارہ کیا۔ اس تلمیح سے شاعر کا اصل مطلب، یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت اور مسلمانوں پر ان کا احسان مزید نمایاں ہوگیا ہے۔

اسی معنی میں مسلم کا درج ذیل شعر بھی مثال کے طور پر لیا جاسکتا ہے:

سلام اُن پر ہیں روشن جن سے
آدابِ سیاست
ملی ہے اُمیوں کو سارے عالم کی
سیادت (۴۶)

درج ذیل اشعار میں یہی تلمیح استعمال ہوئی:

جنہوں نے کی عطا صحرا نشینوں کو
حکومت
جنہوں نے بادیہ پیاؤں کو شاہنشہی
دی (۵۶)

سلام اُن پر مٹا ڈالی جنہوں نے کج
نگاہی
بنایا ہے نکموں کو بھی اللہ کا سپاہی (۶۶)

خسرو پرویز کی تلمیح آمریت کے معنوں میں اس طرح استعمال کی:

کہیں خسرویت نے زرکار کو لھو میں ملکوں کو جکڑا(۷۶)

۳۔ادبی تلمیحات:

ادبی تلمیحات میں عام طور پر وہ تلمیحات شامل ہوتی ہیں جن کا تعلق کسی معروف رزمیہ یا بزمیہ کرداروں، افسانوں اور داستانوں سے ہوتا ہے۔اس حوالے سے لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، ہیر رانجھا، سسی پنوں وغیرہ کے قصوں سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔سکندر اعظم کا نام بھی اس قسم کی تلمیحات میں آتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے اپنی خوش بختی کی وجہ سے تیس بتیس سال کی عمر میں اپنے زمانے کی ساری دنیا فتح کی۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سکندر کی اسی خوش بختی کے لئے یہ ضرب المثل اردو میں استعمال ہوتی ہے،یعنی[مقدر کا سکندر]۔اسی قصے اور اسی ضرب المثل کی تلمیح استعمال کر کے مسلم صاحب کہتے ہیں:

محرومیوں کی راہ سے بچنا
مُحال ہے
قسمت کا اپنی کوئی سکندر ہی
کیوں نہ ہو(۸۶)

[صلیب]ایسی تلمیح ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو درپیش آنے والی مصیبتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔جس کی انتہا[عیسائیوں کے تصور کے مطابق]صلیب پر چڑھانا ہے۔چنانچہ یہ تلمیح انہی معنوں کے لئے شاعری میں مستعمل ہے۔مسلم صاحب نے درج ذیل شعر میں اس تلمیح سے خوبصورت انداز میں فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا:

نہ اُٹھوا کبھی مفلسی کی
صلیب
گرادے مری تنگ دستی کی
دار(۹۶)

یہی تلمیح ایک اور شعر میں اس طرح آیا ہے:

یہ مری وفا کا اصول ہے کہ ہر ایک خار میں
پھول ہے
مجھے ہر صلیب قبول ہے، تیرے نام کی جو صلیب ہو

(۷)

قیس مجنوں کی تلمیح درج ذیل شعر میں دیکھی جاسکتی ہے.

ترے ہی بس عشق میں جیوں مَیں، ترے ہی بس عشق میں
مروں میں
مسافر دشتِ عشق ہوں مَیں، تری محبت نگارِ محمل (۱۷)

خضر علیہ السلام کی تلمیح ہر دَور کے شعراء کے ہاں ملتی ہے۔ جس کی بنیاد ایک صوفی تصور یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام صحراؤں، جنگلوں، دریاؤں اور سمندروں کے قریب اور آبادی سے دُور رہتے ہیں۔ وہ بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ گویا کہ صوفی تصور کے مطابق یہ مرشد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جن کی وہ رہنمائی کرتے ہیں وہ سالک اور مرید ہوتے ہیں۔ خضر علیہ السالم کا قصہ قرآن پاک میں آیا ہے۔ اس میں ان کا خاص نام نہیں لیا گیا۔ بلکہ [عبد] کہا ہے۔ سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ آتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا : تو پایا اُنہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے]۔ (۲۷) ع س مسلم نے خضر کے قصے کی تلمیح بھی استعمال کی ہے۔ کہتے ہیں:

خضرِ راہِ مستقیم وشمعِ راہِ مستحب
غم زدوں کو نقشِ پا تیرا ہے پیغامِ
طَرب (۳۷)

شاہنامہء فردوسی کے ایک مشہور کردار، یعنی رستم کے حوالے سے یہ تلمیح آئی ہے:

حق پرستوں کو ہے میری بات، جیسے
بوئے گل
خبثِ باطن ہو تو مثلِ گُرزِ رُستم اُس کی
زَد (۴۷)

فرہادو شیریں کا قصہ فارسی ادب کا شہرہء آفاق قصہ ہے۔ اس کے حوالے سے مسلم صاحب نے یہ تلمیح استعمال کی:

فرہاد کا ہو تیشہ تو سنگ بھی ہے پانی

پل پل کی موت ہے، بے ہمت کو
زندگانی(۵۷)

حقیقت میں ع س مسلم اپنے وسیع مطالعہ اور وسعتِ فکر کی وجہ سے اپنی شاعری میں اس طرح تلمیحات کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ان کی شاعری میں تلمیحات کے ساتھ ساتھ اشاراتِ قرآنیہ کا بھی بھرپور استعمال ہے۔تلمیحات کے استعمال سے اپنی بات قاری تک پہنچانے میں کمال رکھتے ہیں۔اور اپنے معانی کو تقویت دیتے ہیں۔اس کی ایک بڑی وجہ تو ان کا عربی اور پنجابی زبان سے گہرا تعلق ہے۔اور عمیق مطالعہ نے ان کے پاس ایک بڑا ذخیرہ ءالفاظ جمع کر دیا ہے۔اسی لئے ان کے اس طرح الفاظ اور تلمیحات کے استعمال میں تسلسل اور روانی ہے۔اپنے جامع الفاظ میں وہ تلمیحات کو موتی کی طرح جڑ دیتے ہیں۔

ان کی شاعری زیادہ تر حمد ونعت پر مشتمل ہے۔اسی لئے زیادہ استعمال دینی تلمیحات کا کرتے ہیں۔ جہاں عربی کلچر سے گہری واقفیت ونسبت کی وجہ سے اور گہرے مطالعے سے بھی ان کو تلمیحات کے استعمال میں مدد ملی۔اسی لئے مسلم اپنی شاعری کے ذریعے قاری کو اپنے خیالات وتجربات کا قائل کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔مسلم صاحب نے حمد ونعت میں قرآنی ودینی قصوں اور واقعات کی تلمیحات اور اشاراتِ قرآنیہ استعمال کر کے قاری کو قرآن اور اسلام سے وابستہ کر دینے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے ۔

اخیر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ من جملہ دوسرے معیارات، تلمیح بھی ایک معیار ہے جس کی روشنی میں شاعر کے بارے میں قادر الکلام ہونے یا نہ ہونے کی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔اور اسی کے ذریعے اشعار کے بارے میں بھی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ع س مسلم کی شاعری پڑھنے اور ان میں استعمال کئے گئے تلمیحات پر غور کرنے کے بعد ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ تلمیحاتِ مسلم یقیناً اس معیار پر پوری اُترتی ہیں۔

حواشی

٭- مدیرہ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، سابق لیکچرار الازہر یونیورسٹی، مصر

١-القمر: ٥٠ -ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

٢- عبدالمتعال الصعیدی، بغیۃ الایضاح لتلخیص المفتاح فی علوم البلاغہ، ج ٤، قاہرہ، مصر

٣- ابواللیث صدیقی، اردو لغت تاریخی اصول پر، جلد ٥، ص ٤٩٠

٤-علمی لغت، ص ٣٦٣

٥-سید عابد علی عابد، البدیع، ص ٢٧٨

٦-مسلم، برگِ تر، لاہور ١٩٩٥ء، پیامِ عمل، ص ١٣٨

٧-مسلم، حمد باری تعالیٰ-لاہور ٢٠٠٧، گلزار خلیل، ص ١٨٩

۸ -برگِ تر، بستی بستی گلی گلی میں، ص ۱۵۶

۹-برگِ تر۔مٹی میں مت رول۔ص ۱۵۸

۱۰-زمزمہ سلام۔ص ۱۲۲

۱۱-حمد باری تعالیٰ، بردرِ کعبہ، ص ۲۱۶

۱۲-برگِ تر، جوئبار، ص ۷۸

۱۳-برگِ تر۔تراشِ خودسراں، ص ۱۳۰

۱۴-مسلم، اوس اور کرنیں، کراچی ۱۹۶۲ء، نئے راہی سے، ص ۷۲

۱۵-برگِ تر، پیامِ عمل، ص ۱۳۷

۱۶- حمدِ باری تعالیٰ، ص ۱۷۹

۱۷- حمدِ باری تعالیٰ۔گلزارِ خلیل۔ص ۱۹۰۔

۱۸- زمزمہ سلام، ص ۶۴

۱۹-آل عمران: ۳۲، ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۲۰-مسلم، زمزمہ سلام، ص ۹۹

۲۱-مسلم۔زمزمہ درود، لاہور، ۲۰۰۷ء، محمدؐ پہ لاکھوں درود اور سلام، ص ۵۹

۲۲- النجم: ۳، ۴، ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۲۳- زمزمہ سلام، ص ۶۴

۲۴-غافر: ۶۰۔ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۲۵-حمد و نعت، مناجاتِ دیگر، ص ۹۳

۲۶-البقرۃ: ۱۵۶۔ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۲۷-کاروانِ احرم، ص ۱۰۰

۲۸-الانفال: ۱۷۔ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۲۹- حمد و نعت۔نوائے خستہ، ص ۹۳

۳۰-برگِ تر، بستی بستی گلی گلی میں، ص ۱۵۶

۳۱- حمدِ باری تعالیٰ، بردرِ کعبہ، ص ۲۲۱

۳۲-حمد باری تعالیٰ، بردرِ کعبہ، ص ۲۲۱

۳۳-حمدِ باری تعالیٰ، ص ۱۷۹

۳۴۔زمزمہ سلام، ص ۱۹۷

۳۵-اوس اور کرنیں، نئے راہی سے۔ص ۷۲

۳۶-اوس اور کرنیں، واردات۔ص ۱۹۸

۳۷- حمدِ باری تعالیٰ۔محیطِ عالم۔ص ۱۰۰

۳۸-حمدِ باری تعالیٰ۔مناجاتِ دیگر۔ص ۱۳۱

۳۹- اوس اور کرنیں، تذلیل، ص ۱۰۱

۴۰-اوس اور کرنیں، مجھے دور لے چل، ص ۱۶۷

۴۱-زمزمہ سلام، ص ۹۷

۴۲-آل عمران: ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵۔ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۴۳- حمد و نعت، فصلِ ہجر و فراق، ص ۶۸

۴۴- زمزمہ سلام، ص ۶۲

۴۵- زمزمہ درود، ص ۱۴۰

۴۶- زمزمہ درود، ص ۱۴۹

۴۷- زمزمہ سلام، ص ۶۶

۴۸۔زمزمہ درود، ص ۱۳۳

۴۹- زمزمہ سلام، ص ۸۶

۵۰- زمزمہ سلام، ص ۹۸

۵۱- زمزمہ درود۔ص ۸۱

۵۲- زمزمہ سلام۔ص ۲۰۴

۵۳- حمد و نعت۔ص ۱۱۶

۵۴- برگِ تر، مٹی میں مت رول، ص ۱۵۸

۵۵- زمزمہ سلام، ص ۱۱۳

۵۶- زمزمۂ سلام، ص ۱۴۰

۵۷- زمزمۂ درود، ص ۱۲۷

۵۸- حمد و نعت، ص ۱۱۷

۵۹- زمزمۂ درود، ص ۱۸۷

۶۰- برگِ تر۔ ارضِ مہوشاں، ص ۱۷

۶۱- برگِ تر، جوئبار، ص ۷۶

۶۲- زمزمۂ درود، ص ۱۹۲

۶۳- سورہ الجمعہ: ۲۔ قرآن پاک۔ ترجمہ: مولانا عبدالماجد دریابادی۔

۶۴- زمزمۂ سلام، ص ۶۹

۶۵- زمزمۂ سلام۔ ص ۱۷۳

۶۶- زمزمۂ سلام، ص ۱۸۹

۶۷- اوس اور کرنیں۔ تذلیل۔ ص ۱۰۰۔

۶۸- اوس اور کرنیں ۔ص ۱۶۰۔

۶۹- حمد و نعت۔ مناجاتِ دیگر۔ ص ۹۲۔

۷۰- حمد و نعت۔ ۱۴۵

۷۱- حمد و نعت، ص ۱۲۰

۷۲- بنی اسرائیل: ۶۵۔ ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری

۷۳- حمد و نعت، ص ۱۰۰

۷۴- برگِ تر، تراشِ خودسراں، ص ۱۳۰

۷۵- برگِ تر، پیامِ عمل، ص ۱۳۷

("ابوالامتیاز ع س مسلم سیمینار"، منعقدہ ۷۔ مارچ ۲۰۱۰ء،
بہ اہتمام عالمی رابطۂ ادبِ اسلامی، لاہور میں پڑھا گیا)

اسلام عظمی

ع س مسلم اور صحافت

Abstract:
The journalism, mean to collect relevant news, their details and concern material, and to publish them in the form of pamphlets, magazines, monthly periodicals etc. and to broadcast them through, radio and television: Abdul-Imtiaz A.S Muslim is a multi dimension personality of the current age. He is at the same time short story writer, poet, Social worker, Travelogues writer and a patriotic journalist. He is publishing in Daily Nawa-e-Waqt, for a long time. The article gives, some details of the subject.

صحافت ---خبروں اور خبروں سے متعلقہ مواد کی تفصیلات کے جمع کرنے، تیار کرنے اور انہیں پمفلٹ، اخباری رسالے، ماہنامے، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کتابوں کے ذریعے پھیلانے کا نام ہے۔ یہ ٹرم (Term) کسی واقعے کی تفصیل کو اخبار کی صورت شائع کرنے کے لیے استعمال کی گئی تھی، لیکن بیسویں صدی میں برقی میڈیا یعنی ریڈیو اور ٹیلیویژن کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔ ذرائع ابلاغ خبروں کی تشہیر کے ساتھ ساتھ خیالات کی تشہیر کرنے لگے۔ اخبار کا حجم چند صفحات تک محدود ہوتا ہے اور اس کی ضروریات بھی کم ہوتی ہیں۔ مگر برقی ذرائع کو منٹوں اور گھنٹوں کے حساب سے قابلِ تشہیر مواد کی ضرورت رہتی ہے اور ان کا چیک اینڈ بیلینس (Check and Balance) کا نظام خاطر خواہ طور پر ساتھ نہیں دے پاتا۔ چنانچہ خیالات کی تشہیر کے ساتھ ساتھ مروج میڈیا ذاتی خیالات اور دی گئی ہدایات کی سریع تشہیر کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ نصف صدی پہلے ہٹلر نے جب یہ کہا تھا کہ ''چھاپہ خانہ ہدایات پھیلانے والی مشین ہے۔'' تو اس وقت موجودہ برقی میڈیا کا تصور بھی نہیں تھا۔ مگر اب حالات یکسر بدل چکے ہیں۔

مَیں پچھلے سالوں میں پاکستانی میڈیا کی کارکردگی کی بنا پر دوستوں سے اکثر کہتا رہتا ہوں کہ میڈیا بناتا کم اور بگاڑتا زیادہ ہے۔ بھیڑ چال والی کہاوت تیسری دنیا اور بڑی حد تک ہمارے لکھاری صحافیوں پر صادق آتی ہے۔ وہ آواز کی رفتار سے کئی گنا زیادہ رفتار والے طیاروں کی طرح پینترے بدلنے اور قلابازیاں کھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

آسکر وائلڈ نے صحافت کو اس طرح اہم گردانا ہے کہ ''امریکی صدر چار سال کے لیے منتخب ہوتا ہے مگر صحافت ہمیشہ کے لیے ہے۔''

بیسویں صدی کے اہم صحافتی ناموں میں سے چند ایک نام یہ ہیں۔ سیمئل ہوپکنز ایڈمز، حنا ارنتھ، بین براڈلے، ونسٹن چرچل،

کلاڈ،سی پی کونلی، پال فٹ، رابرٹ پامر، جارج برنارڈ شا اور جارج آرویل وغیرہ وغیرہ۔

صحافت میرا شعبہ نہیں اور میں بہت سے اہم نام جانتا بھی نہیں ہوں اور پھر بھی میں اس موضوع پر بات کر رہا ہوں۔

کیوں؟

اِس طرح کی کیوں کا جواب شاید ہی کسی کے پاس ہوتا ہو۔

کسی سے پوچھا گیا۔ ”جب تم مرغیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو تم مرغیوں کے بارے میں بات کرنے کیوں آ گئے ہو؟“

”مانا کہ میں مرغیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر اچھے آملیٹ کے بارے میں تو بچپن سے آگاہ ہوں۔“

اب یہ ایک بحث طلب بات ہے۔ ابھی تو بات صحافت کی ہو رہی ہے۔ بیسویں صدی کے مسلمان صحافیوں میں مولانا شوکت علی گوہر، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خان کے نام بہت اہم ہیں۔ مولانا ظفر علی خان اردو اخبار ”زمیندار“ نکالتے تھے۔ مولانا شوکت علی گوہر اور مولانا محمد علی جوہر کا اخبار ”کامریڈ“ انگریزی زبان میں شائع ہوتا تھا۔ مولانا محمد علی جوہر کی انگریزی زبان پر دسترس بے پناہ تھی مگر مخصوص موضوعات کی وجہ سے بین الاقوامی صحافت میں وہ شاید کوئی اہم جگہ حاصل نہیں کر سکے۔

مذکورہ گنوائے گئے بین الاقوامی ناموں میں جو نام میرے لیے اہم ہیں، وہ برنارڈ شا اور جارج آرویل کے ہیں۔ کیونکہ نامور صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ برنارڈ شا کی پہچان ”فیئر ویل ٹو آرمز“ (Farewell to Arms) ہے اور جارج آرویل کی پہچان ”اینمل فارم“ (Animal Farm) ہے۔ کتاب کی ایک اپنی افادیت ہے اور اِسے اس وقت بھی پڑھا جا سکتا ہے، جب لمحاتی گرد بیٹھ چکی ہوتی ہے۔

یہاں پر آسکر وائلڈ کا حوالہ پھر ضروری ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

”ادب اور صحافت میں فرق یہ ہے کہ خبر پڑھی نہیں جا سکتی اور ادب کو کوئی نہیں پڑھتا۔“

اس بات کے باوجود کتاب کی اہمیت برقرار رہتی ہے۔

پاکستانی اخبارات اور رسائل میں مسلسل چھپنے والے ابوالامتیاز ع س مسلم کو میں صحافیوں کی اُس لسٹ میں رکھتا ہوں جس میں صحافت کی بجائے کتاب کا حوالہ زیادہ اہم بن جاتا ہے۔

ابوالامتیاز مسلم ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ افسانہ نگار، شاعر، سماجی کارکن، سفرنامہ نگار۔ تواتر سے قلمے و سخنے نظریۂ پاکستان کی آبیاری کرتے رہنا ان کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ”نوائے وقت“ میں بطورِ خاص ان کے پاکستان کے حوالے سے مضامین شائع ہوتے رہتے